مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا تبلیغی و اصلاحی ترجمان

ماہنامہ

دعوۃ الحق

محرم الحرام ۱۴۴۵ھ مطابق اگست ۲۰۲۳ء

دُعاء کی حقیقت کیا ہے؟

ارشاد فرمایا: دُعاء بڑی چیز ہے، آج ساری دنیا کا کام حقیقتِ دُعاء پر ہو رہا ہے گو صورتاً نہ ہو۔ دُعاء کی حقیقت کیا ہے؟ جس کے اختیار میں چیز ہے اس سے عرض و معروض کرنا۔ کسی شخص کو ضرورت ہو سیمنٹ کی، ملازمت کی یا اور کسی چیز کی تو وہ درخواست دیتا ہے اس کی خانہ پُری کرتا ہے پھر یہ کہ وہ جس کے اختیار میں ہے وہاں سے سفارشات پہنچاتا ہے، خود جا کر عرض و معروض کرتا ہے، دیکھئے ریلوے کے کنڈیکٹر ہوتے ہیں ان کے اختیار میں جگہ دینا ہے کتنے لوگ ان کے پیچھے لگتے ہیں تو دُعاء کا حاصل یہ ہے کہ جس کے اختیار میں چیز ہے اس سے عرض و معروض کرے، ہم نے دُعاء کرنا، مانگنا چھوڑ دیا، دُعاء وہ چیز ہے کہ بڑی سی بڑی مصیبت ٹل جاتی ہے، بڑی سی بڑی آسانی و سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔

شیخ المشائخ عارف باللہ المحی لسنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

طبیب الامت مرجع العلماء عارف باللہ حضرت اقدس شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم

ماہنامہ

دعوۃ الحق

محرم الحرام ۱۴۴۵ھ مطابق اگست ۲۰۲۳ء جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۱۰

بانی و بفیضِ دُعا

شیخ الشیوخ عارف باللہ محی السنہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست

طبیب الامت مرجع العلماء عارف باللہ حضرت اقدس شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم

ناظم اعلیٰ مرکز مجلس دعوۃ الحق

مدیر اعلیٰ

حکیم وصی اللہ

ناظم مقامی مجلس دعوۃ الحق

مدیر مسئول

مولانا قاری محمد عارف رحیمی صاحب

ترتیب وتقدیم

علمائے مقامی مجلسِ دعوۃ الحق

طابع وناشر

طابع وناشر حکیم وصی اللہ نے

جے۔یم۔ پراسس چینئی سے چھپوا کر دفترِ دعوۃ الحق پرنام بٹ سے شائع کیا

اندرون ملک

قیمت فی پرچہ..... ۱۰ روپے

سالانہ زرِتعاون..... ۱۰۰ روپے

ششماہی زرِتعاون..... ۵۵ روپے

منجانب

مقامی مجلس دعوۃ الحق، پرنام بٹ

خط وکتابت وترسیل کا پتہ

مقامی مجلس دعوۃ الحق، پرنام بٹ، ٹملناڈو۔(انڈیا)

DAWAT-UL-HAQ

#43 Mulla Street, Pernambut - 635 810.
(Vellore Dist. Tamil Nadu) INDIA
Email: mudeer@dawatulhaq.in
www.dawatulhaq.in

آئینہ

ہر نصیحت ہمارے لئے آئینہ ہے آیئے اپنی سدھار کی فکر کریں

شمار	عناوین	شخصیات	صفحہ
۱	ذکر وفکر	حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ	۳
۲	خزائن القرآن	مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۶
۳	خزائن الحدیث	عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ	۹
۴	اشرف النصائح	حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ	۱۳
۵	معارفِ ابرار	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ	۱۶
۶	فیضانِ کلیم	طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم	۱۸
۷	دردِ دل کی آہ وفغاں	مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۲۱
۸	دُرویش کی پند ونصائح	حضرت مولانا شرف الدین یحییٰ منیری نور اللہ مرقدہٗ	۲۴
۹	سیرتِ خاصانِ حق	عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڈھی نور اللہ مرقدہٗ	۲۶
۱۰	دردِ محبت	حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ	۲۸
۱۱	مسائل واحکام	فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ	۲۹
۱۲	انوارِ سنت	عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ	۳۰
۱۳	مہلکات	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ	۳۱
۱۴	اسلامی عقائد	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ	۳۲

نفس کی ہر وقت دیکھ بھال کرتا رہے، نفس کی چال بڑی باریک اور خفیہ ہوتی

دینی کتب ورسائل کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے

محرم الحرام ۱۴۴۵ھ

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم الحرام ۱۴۴۵ھ اگست 2023ء

آخری آسمانی کتاب

حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

قرآن مجید وہ آخری آسمانی صحیفہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا اور اس کیلئے طے فرمایا کہ یہ بغیر کسی تبدیلی وتغیر کے قیامت تک باقی رہے گا، اس کو گذشتہ آسمانی صحیفوں کی طرح بگاڑا یا بدلا نہ جاسکے گا، بدظن اور بدخواہ لوگ اس میں وہ ردّوبدل نہ کرسکیں گے جو انھوں نے تورات وانجیل جیسے عظیم آسمانی صحیفوں کے ساتھ کیا اور صحیفوں کو ضائع بھی کردیا۔

چونک توریت وانجیل کے بعد قرآن آنے والا تھا اس لئے گذشتہ صحیفوں میں کئے گئے ردّوبدل کا نقصان قائم وجاری نہیں رہ سکتا تھا، کیونکہ ان کے ردّوبدل سے جو خرابی صحیح دین وشریعت میں آرہی تھی وہ نئے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نئی کتاب قرآن مجید سے دور کردی جانے والی تھی اور چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نیا رسول نہیں آنا ہے اور نہ قرآن مجید کے بعد کوئی نئی آسمانی کتاب آنی ہے اس لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت تک کیلئے رسول بنائے گئے اور قرآن مجید قیامت تک کیلئے معتبر آسمانی کتاب قرار دی گئی، اس طرح ان دونوں سے حاصل ہونے والی شریعت قیامت تک قائم ودائم رہنے والی شریعت ہوئی اور ان دونوں سے حاصل ہونے والا دین قیامت تک رہنے والا دین ہوا اور جب یہ دونوں آخری اور قیامت

تک قائم رہنے والے قرار پائے تو ان میں تغیر وتبدل اور فناء کی گنجائش باقی نہیں رہی، ان کے ذریعہ تا قیامت انسانوں کیلئے صحیح شریعت اور صحیح دین جاننے کا موقع باقی رہے گا اور کسی کو کہنے کا موقع نہ ہوگا کہ ہمارے سامنے صحیح دین اور شریعت موجود نہ تھی لہٰذا اب یہ دین صرف یہی نہیں کہ محفوظ ہے اور تا قیامت کام دینے والا ہے بلکہ یہ اپنے ایک ایک جزء کے لحاظ سے بعینہٖ وہی دین ہے جو آج سے چودہ سو سال قبل تھا۔

نماز وہی ہے جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پڑھتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھنے کو بتایا تھا اور پڑھ کر دکھایا تھا، روزہ وہی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھا اور بتایا تھا اسی طرح دوسری عبادات سب اول عہد کی ان ہی شکلوں میں ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا تھا اور خود بھی عمل کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا تھا ان کے بعد ان کے دیکھنے والوں نے، پھر ان کو دیکھنے والوں نے کیا تھا، ایمان واخلاق اور مؤمنانہ اور منافقانہ وکافرانہ صفات کا جو تذکرہ قرآن مجید میں کیا گیا ہے وہ اسی طرح آج بھی اس میں پایا جاتا ہے اور اسی طرح پڑھا اور سمجھا جاتا ہے جس طرح عہد اول میں پڑھا اور سمجھا جاتا تھا، اس محفوظیت اور بقاءِ کامل کی صورت میں دین کے مختلف معاملات اور اعمال کے انجام دینے میں آج زمانہ کے طویل ہوجانے پر اگر کوئی فرق ملے گا تو وہ صرف شخص میں ہوگی اتنی ہی اس کی عبادت درجۂ قبول تک پہنچے گی اور یہ کیفیت جتنی کم ہوگی اتنی وہ عبادت نا قابل قبول ہوگی۔

قرآن وحدیث کی ہدایت کے مطابق عبادات واعمال کی شکلیں اور طریقہ سب عہد اول سے متعین ہوچکے ہیں اور ان پر عمل کرنے والوں کے عمل میں نظر

آتے ہیں اور اگلوں کو دیکھ کر پچھلوں میں منتقل ہوتے ہیں اور قرآن وحدیث کے باقی رہنے کا یہ اثر ہے کہ دین اسلام پورا پورا اپنی تفصیلات کے ساتھ باقی ہے اور یہ بات صرف دین اسلام کے ساتھ مخصوص ہے ورنہ دنیا میں اس وقت کوئی دین اپنی اصلی شکل میں باقی نہیں ہے، کیونکہ کسی دین کی صحت کی نگرانی کیلئے اس کی شریعت کو تفصیل سے بتانے والی کوئی اولین کتاب اپنی اصلی حالت میں باقی نہیں ہے۔

قرآن مجید اس اہمیت کے ساتھ وہ دین اسلام کے بقاء وحفاظت کا تا قیامت ذریعہ ہے اس کی دوسری اہمیت یہ ہے کہ اللہ رب العالمین کا کلام ہے، قرآن مجید کے علاوہ کوئی اور اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہیں ہے، ایک تو ہر آسمانی صحیفہ میں ردّوبدل ہوتا رہا ہے، پھر اس کو ایک زبان سے دوسری زبان میں دوسری سے تیسری میں ترجمہ کیا گیا ہے، اور ترجمہ میں اپنی صحیح حالت میں منتقل نہیں ہو پاتی اس طریقہ سے صاحب کلام کے تقدس کی کیفیت بھی ترجمہ شدہ کلام میں باقی نہیں رہتی ہے۔

لیکن قرآن مجید وہ کلام الٰہی ہے، جو خود اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس کو اللہ تعالیٰ نے استفادہ کیلئے انسانی الفاظ میں ظاہر فرمایا ہے تاکہ انسان اس کو سمجھ سکے اور اپنی زبان سے اس کو ادا کر سکے، اللہ رب العالمین کا کلام ہونے کی وجہ سے اس کو عظمت وتقدس کا اس کے لائق مقام حاصل ہے اس کے اس اعلیٰ مقام کو کہیں تو اس طرح بتایا گیا ہے کہ ''ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ'' (یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شبہ نہیں، یہ تقویٰ اختیار کرنے والوں کیلئے ہدایت ہے) اور کہیں فرمایا: ''لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ'' (اس کو نہیں چھوئے مگر پاکیزگی والے لوگ)۔

اے انسان! تو اپنے کریم رب سے کیوں غافل ہوگیا

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝٦ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ ۝٧ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝٨۔ (سورۃ الانفطار)

ترجمہ: اے آدمی! کس چیز سے بہکا تو اپنے رب کریم پر جس نے تجھ کو بنایا پھر تجھ کو ٹھیک کیا پھر تجھ کو برابر کیا۔ جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ دیا۔

(آیت) ''يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ'' اس سے پہلی آیات میں معاد اور انجام یعنی قیامت کے ہولناک معاملات کا ذکر فرمایا، اور اس آیت میں انسان کے مبدا یعنی تخلیق کے ابتدائی مراحل کا ذکر فرمایا، اس مجموعہ کا تقاضا یہ تھا کہ انسان کچھ بھی غور وفکر سے کام لیتا تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا اور ان کے احکام کی سرمو خلاف ورزی نہ کرتا مگر انسان غفلت اور بھول میں پڑ گیا اس پر بطور زجر وتنبیہ کے یہ سوال فرمایا کہ اے انسان! تیری ابتداء وانتہا کے یہ حالات سامنے ہونے کے باوجود تجھے کس چیز نے بھول اور دھوکہ میں ڈالا کہ اللہ کی نافرمانی کرنے لگا۔

یہاں بیان مبدا یعنی تخلیق انسانی کے ابتدائی مراحل کے ذکر میں پہلے فرمایا ''خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ'' یعنی اللہ تعالیٰ نے تجھے پیدا کیا، اور صرف پیدا ہی نہیں کر دیا

بلکہ تیرے وجود اور تمام اعضاء کو ایک خاص مناسبت کے ساتھ درست کر کے بنایا، ہر عضو کو اس کے مناسب جگہ دی، ہر عضو کی جسامت اور طول وعرض کو ایک تناسب سے بنایا کہ ذرا اس سے مختلف ہوجائے تو اعضائے انسانی کے وہ فوائد باقی نہ رہیں جو اس کی موجودہ صورت میں ہیں، اس کے بعد فرمایا ''فَعَدَلَكَ'' یعنی تیرے وجود کو ایک خاص اعتدال بخشا جو دنیا کے کسی دوسرے جاندار میں نہیں۔ اعضاء کے تناسب کے اعتبار سے بھی اور مزاج وطبیعت کے اعتبار سے بھی کہ اگرچہ انسان کی تخلیق میں متضاد اور مختلف مواد شامل ہیں۔ خون، بلغم، سودا، صفرا، کوئی گرم کوئی سرد مگر حکمت ربانی نے ان متضاد چیزوں سے ایک معتدل مزاج تیار کردیا اس کے بعد ایک تیسری خصوصیت بیان فرمائی۔

(آیت) ''فِيٓ أَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ'' یعنی باوجود اس کے کہ تخلیق سب انسانوں کی ایک خاص وضع اور ہیئت اور مزاج پر ہونے کی وجہ سے سب میں اشتراک ہے اس کا نتیجہ بظاہر یہ ہونا چاہئے تھا کہ سب ایک ہی شکل وصورت کے ہوتے باہمی امتیاز دشوار ہوجاتا، مگر حق تعالیٰ جل شانہ کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ نے کروڑوں بلکہ اربوں پدموں انسانوں کی شکل وصورت میں ایسے امتیازات پیدا فرمادیئے جو ایک دوسرے سے مشتبہ نہیں ہوتے صاف اور نمایاں امتیاز رہتا ہے۔ انسان کی ابتدائی تخلیق کے یہ کمالات قدرت بیان فرما کر ارشاد فرمایا:

''مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ'' کہ اے غافل انسان جس پروردگار نے تیرے وجود میں ایسے ایسے کمالات ودیعت فرمائے اس کے معاملے میں تو نے کیونکر دھوکہ اور فریب کھایا کہ اسی کو بھول بیٹھا اس کے احکام کی نافرمانی کرنے لگا، تجھے تو خود تیرے جسم کا جوڑ جوڑ اللہ کی یاد دلانے اور اس کی اطاعت پر مجبور کرنے کے لئے کافی تھا پھر یہ بھول اور غفلت پر غرور اور دھوکہ کیسے لگا، اس جگہ رب کی صفت کریم ذکر کرکے اس کے جواب کی طرف بھی اشارہ کردیا کہ انسان کے بھول اور دھوکہ میں پڑنے کا سبب حق تعالیٰ کا کریم ہونا ہے کہ وہ اپنے لطف وکرم سے انسان کے گناہ پر فوراً سزا نہیں دیتا بلکہ اس کے رزق اور عافیت اور دنیوی آسائش میں بھی کوئی کمی نہیں کرتا، یہ لطف وکرم اس کے غرور اور دھوکہ کا سبب بن گیا حالانکہ ذرا عقل سے کام لیتا تو یہ لطف وکرم، غرور وغفلت کا سبب بننے کے بجائے اور زیادہ اپنے رب کریم کے احسانات کا ممنون ہوکر اطاعت میں لگ جانے کا سبب ہونا چاہئے تھا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''کم من مغرور تحت الستر وھو لایشعر'' یعنی کتنے ہی انسان ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے عیبوں اور گناہوں پر پردہ ڈالا ہوا ہے ان کو رسوا نہیں کیا، وہ اس لطف وکرم سے اور زیادہ غرور اور دھوکے میں مبتلا ہوگئے۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم الحرام ۱۴۴۵ھ اگست 2023ء

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزاح فرمانا

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیُخَالِطُنَا حَتّٰی یَقُوْلَ لِاَخٍ لِیْ صَغِیْرٍ یَا اَبَا عُمَیْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ وَکَانَ لَہٗ نُغَیْرٌ یَلْعَبُ بِہٖ فَمَاتَ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ اس قدر گھل مل کر رہتے تھے کہ ایک دفعہ میرے چھوٹے بھائی سے یہاں تک فرمایا کہ اے ابوعمیر! تمہارے چڑیا کے بچے کا کیا حال ہے؟ (دراصل) ان کے پاس ایک (سرخ چونچ والی) چڑیا کا بچہ تھا جس سے وہ کھیلتے رہتے تھے، وہ مر گیا تھا۔

شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو باب المزاح کے ذیل بیان فرمایا ہے اور متعدد مسائل پر مفصل کلام فرمایا جن میں سے چند ضروری امور درج کئے جاتے ہیں۔

مزاح کا حکم: خوش طبعی کرنا اگر حدود شرع میں ہو تو مباح ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں بلکہ شریعت کے نزدیک پسندیدہ ہے مگر مقصود سامنے والے کو خوش کرنا اور مانوس کرنا ہو۔

ابوعمیر رضی اللہ عنہ کا تعارف: یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی تھے، ان کا اصل نام کبشہ تھا، آپ نے اُن کو ابوعمیر جس کا مطلب ''کم عمر والے یا چھوٹے'' کی کنیت عطا فرمائی۔

اصل نام کے علاوہ کسی اور نام سے پکارنا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورہ حدیث میں حضرت کبشہ رضی اللہ عنہ کو ابوعمیر کہہ کر پکارا، معلوم ہوا کہ کسی کو اس کے نام کے علاوہ کسی کنیت سے پکارنا، جس سے اس کا دل خوش ہو، جائز ومباح ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزاح کا منشاء: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ یہ مزاح اس لئے فرمایا تاکہ ان کا غم ہلکا ہو اور تسلی ہو، جیسے کہ چھوٹے بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ پالتو پرندوں وجانوروں کے مرجانے سے بے حد غمگین ہوجاتے ہیں۔

بچوں کو پالتو پرندے جانور وغیرہ دینا: اگر بچے پرندوں کو ایذاء نہ دیں اور ان کی مناسب دیکھ بھال اور حفاظت کی جائے تو دل لگی کیلئے بچوں کو پرندے دینے میں قباحت نہیں۔

دو حدیثوں کا تعارض اور اس کا حل: ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''لَا تُمَارِ اَخَاكَ وَلَا تُمَازِحْهُ'' کسی سے زیادہ ہنسی مذاق مت کرو، جبکہ مذکورہ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزاح فرمارہے ہیں۔

دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزاح فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ پہلی حدیث میں مزاح کی ممانعت مطلق (ہر موقع کیلئے) نہیں بلکہ اس کی شرائط ہیں، اگر

ان شرائط کے لحاظ کے ساتھ کچھ مزاح کرلیا جائے تو نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ مستحسن ہے۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مزاح کی مندرجہ ذیل شرائط ذکر فرمائی ہیں:

۱۔لا افراط فیہ ولا یداوم علیہ۔

مزاح حد میں ہو، حد سے زیادہ نہ ہو، اور وقت بے وقت اور موقع بے موقع نہ ہو۔

۲۔لا یشغل القلب عن ذکر اللہ۔

دل ذکر اللہ سے غافل نہ ہو۔

۳۔لا یشغل القلب عن الفکر مھمات الدین۔

اس میں اتنا زیادہ مشغول نہ ہو جس سے دین کے اہم کاموں سے غفلت ہو اور اس میں خلل آنے لگے۔

۴۔لا یؤل الی الایذاء۔

کسی مسلمان بھائی کو تکلیف نہ ہو، کیونکہ اس سے عداوت جنم لیتی ہے اور رعب ووقار ختم ہوجاتا ہے۔

حنفی نے لکھا ہے کہ مذکورہ شرائط میں بہت زیادہ مذاق نہ کرنے کی شرط لگانا اس حدیث کے مدنظر مناسب معلوم نہیں ہوتا، جس میں حضرت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''مَا رَاَیْتُ اَکْثَرَ مَزَاحًا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ'' کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ مزاح کرنے والی کوئی اور شخصیت نہیں دیکھی۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ شرط لگانا بالکل مناسب ہے کیونکہ کثرت سے مزاح کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ پر بے حد ضبط رکھتے تھے اور آپ سے حد سے تجاوز محال ہے، جیسا کہ شمائل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

انی لا اقول الا حقا

کہ میں (مزاح میں بھی) سوائے حق اور سچ بات کے کچھ نہیں کہتا۔

معلوم ہوا کہ یہ حکم ہر ایک کیلئے نہیں کہ جو چاہے موقع بے موقع جس سے چاہے مذاق کرتا رہے۔ کیونکہ ''لا یقاس الملوك بالحدادین'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی اور پر قیاس نہیں کیا جاسکتا کیونکہ بادشاہوں کو لوہاروں پر کبھی قیاس نہیں کیا جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزاح فرمانا اس لئے ہوتا تھا کہ لوگ مانوس رہیں اور نبوت کا رعب وجلال افادہ واستفادہ میں حائل نہ ہو۔

عمل اور فعل کے الفاظ میں فرق: حدیث کے الفاظ ''مَا فُعِلَ النُّغَيْرُ'' میں فعل کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، عمل اور فعل اُردو میں ہم معنی لفظ ہیں، لیکن عربی میں عمل اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی کام ارادہ کے ساتھ کیا جائے، اگر کوئی کام بلا ارادہ ہو تو اسے فعل کہتے ہیں، جیسے حیوانات اگر کوئی کام کرے تو اسے فعل کہیں گے کیونکہ ان کا کام بلا ارادہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فعل کی نسبت حیوانات اور جمادات کی طرف کی جاتی ہے، جیسے کہ حدیث میں کی گئی ہے۔

مجالسِ حکیم الامتؒ

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے اصلاحی ملفوظات جو روحانی زندگی میں عجیب انقلاب پیدا کرتے ہیں

فرمایا کہ حضرات چشتیہ کی شان ہی جدا ہے ان میں شان فنا کا غلبہ ہوتا ہے محویت ہوتی ہے ان کے قلب سے سب زائد چیزیں ''هَبَآءً مَّنْثُوْرًا'' (غائب) ہوجاتی ہیں ماسوا سب سے ذھول ہوجاتا ہے اس واسطے میں نے اس گروہ کا نام بجائے اولیاء اور بزرگ کے عشاق رکھا ہے کیونکہ عشق کے جو کاروبار ہیں وہ ان حضرات میں نمایاں طور پر پائے جاتے ہیں چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب دہلویؒ نے غالباً بیس برس تک جامع مسجد میں باجماعت نماز پڑھی مگر جامع مسجد کا راستہ تک یاد نہیں ہوا بختیار نام خادم حق حق کہتا ہوا آگے آگے چلتا تھا اور اس آواز پر جامع مسجد پہنچتے تھے اور عجیب بات یہ کہ یہ تو حالت استغراق اور محویت کی تھی مگر ساتھ ہی اتباع کی یہ حالت تھی کہ نماز جامع مسجد میں باجماعت اداء فرماتے تھے آج کل کے بعضے اہل ظاہر زاہد خشک ان حضرات پر معترض ہوتے ہیں بڑی خطرناک بات ہے۔ اس سے اندیشہ آخرت کے خراب ہوجانے کا ہے جو شخص اس راہ سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ

بعض احوال میں ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ تمام تر توجہ دوسری طرف ہوجاتی ہے اس میں محویت ہوجاتی ہے اس لئے دوسری چیزیں نظر میں نہیں رہتیں اسی حالت میں وہ مجبور ومعذور ہیں۔

چنانچہ بعض عبارتیں میری ہی پہلی لکھی ہوئی اب خود میری ہی سمجھ میں نہیں آتیں آج ہی کا واقعہ ہے کہ ایک فتویٰ میرا ہی لکھا ہوا نکل آیا بڑے غور سے فکر سے بار بار دیکھا تب سمجھ میں آیا یہ معترضین محض نحوی ہیں اگر محوی ہوجائیں تو پھر ان کو کوئی اعتراض نہ رہے اور صاحب یہ تو خدا تعالیٰ کا عشق ہے۔ اس طرف کا استغراق ہے اسکے سامنے دوسری چیزیں کیا نظر میں رہ سکتیں کسی عورت مردار پر کوئی عاشق ہوجاتا ہے اس کی نظر سے سب چیزیں اوجھل ہوجاتی ہیں مجنوں ہی کو دیکھ لیجئے کہ عشق میں کیا کچھ نہ ہوگیا تھا تو کیا خدا کی محبت خدا کا عشق اس سے بھی گیا گذرا ہے اسی کو مولانا فرماتے ہیں ؎

عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود　　گوئے گشتن بہر او اولیٰ بود

(حضرت عشق تو وہ چیز ہے کہ جب کسی دل میں آکر گھر کرلیتا ہے تو اس کی یہ حالت ہوجاتی ہے۔

جس کو مولانا رومیؒ فرماتے ہیں ؎

عشق آں شعلہ است کو چوں برفروخت　　ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

تیغ لا در قتل غیر حق بر اند　　در نگر آخر کہ بعد لا چہ ماند

ماند الا اللہ و باقی جملہ رفت مرحبا اے عشق شرکت سوز رفت

(عشق وہ آگ ہے کہ یہ بھڑکتی ہے تو معشوق کے سوا اور ہر چیز کو جلا دیتی ہے۔ جب غیر حق کے فنا کرنے کیلئے جلاد کی تلوار کو دیکھو لا کے بعد کیا رہ گیا؟ ظاہر ہے کہ الا اللہ رہ گیا۔ مبارک ہو ایسے عشق تجھ کو جو شرکت غیر کو جلائے)۔

فرمایا کہ یہ تو وہ راہ ہے کہ اگر ساری عمر بھی اسی میں کھپا دے اور اس میں لگا رہے پھر اس کے بعد بھی فضل ہو جائے تو سب کچھ مل گیا اس لئے کہ ہماری کیا عبادت اور کیا زہد و تقویٰ محض ان کے فضل ہی پر مدار ہے اور وہ فضل تو فرما ہی دیتے ہیں مگر لگا رہنا عادۃً شرط ہے اسی کو مولانا رومیؒ فرماتے ہیں ؎

اندریں رہ می تراش و می خراش تادم آخر دمے فارغ مباش

تا دم آخر وے آخر بود کہ عنایت با تو صاحب سر بود

(اس راہ میں تراش خراش بہت ہیں۔ آخر دم تک ایک دم کیلئے بے فکر مت ہو آخر کار آخر دم تک ایک گھڑی ایسی ہوگی کہ تجھ پر عنایت حق ہوگی)۔

فرمایا کہ آدمی سچا ہو اس میں مکر و فریب نہ ہو بس یہ ادا مجھ کو پسند ہے جس میں بھی یہ ادا ہو اور متعارف اینچ پینچ اور مکر فریب سے مجھ کو طبعی نفرت ہے مگر آج کل یہ محاسن میں داخل ہو گئے ہیں کہا جاتا ہے کہ بہت ہوشیار ہیں۔ بیدار مغز ہیں مگر مکاری اور چالاکی کو بیدار مغزی سے کیا تعلق۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم الحرام ۱۴۴۵ھ اگست 2023ء

اِرشاداتِ محی السنہؒ

مرتب: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

شیخ المشائخ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ کے روح پرور انقلابی اور معرفت سے بھرپور مجالس پیشِ خدمت ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ قرآن پاک کے چار حقوق ہیں۔

(۱) عظمت۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ بہت بڑے مالک کا کلام ہے۔

(۲) محبت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ پالنے والے کا کلام ہے۔

(۳) متابعت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ احکم الحاکمین کا کلام ہے۔

(۴) تلاوت مع الصحت۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ حکم باری تعالیٰ ہے کہ

''وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا'' (پ:۲۹، ع:۱۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ترتیل کی تعریف اس طرح فرمائی ہے۔

تَجْوِيْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ۔ ادائیگی حروف بھی عمدہ ہو اور وقف کرنے کے احکامات سے واقفیت بھی ہو۔

ارشاد فرمایا کہ قرآن ناظرہ پڑھنے کی بڑی فضیلت اور ثواب ہے حدیث پاک میں ہے کہ ''جو شخص قرآن پڑھے اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کرے تو قیامت کے دن اس کے والدین کو تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی دنیا کے گھروں میں چمکنے والے آفتاب کی روشنی سے اعلیٰ ہوگی۔ اگر (بالفرض) تمہارے گھروں میں آفتاب

ہو، اب اس شخص کا مرتبہ تم خود سمجھ سکتے ہو جس نے اس پر عمل کیا''۔

جو حافظ بن جائے اس کا پھر کیا پوچھنا؟ وہ خود بھی جنت کے اندر جائے گا اور دس اعزہ اپنے ساتھ لے جائے گا جو کہ اپنے اعمال کی وجہ سے جہنم کے قید خانہ کے مستحق تھے۔ حدیث میں ہے کہ:-

''جس شخص نے قرآن پاک کو پڑھا پھر اسے حفظ کیا اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل فرمائیں گے اور اس کے ان دس عزیزوں کے حق میں اس کی سفارش قبول فرمائیں گے جو دوزخ کے مستحق ہوں گے''۔

ارشاد فرمایا کہ اکثر معاملات میں کچھ نہ کچھ مستحبات و مستحسنات ہوتی ہیں، جس کا لوگ ماشاءاللہ خیال کرتے ہیں۔ مگر قرآن پاک کے جو مستحسنات ہیں اور اس کا جو جمال ہے آج اکثر سے اکثر خواص بھی غافل ہیں، تصحیح قرآن پاک کی فکر نہیں، بڑے بڑے قاریوں کو دیکھا کہ تراویح میں تجوید کا خیال نہیں، اگر کسی شاعر کا کلام پڑھا جارہا ہو اور وہ شاعر بھی اس مجلس میں موجود ہو تو پڑھنے والا کتنی احتیاط سے پڑھتا ہے اگر کسی نے غلط پڑھ دیا تو شاعر کو کتنا ناگوار ہوتا ہے۔۔۔۔ اب غور کا مقام ہے کہ مخلوق کے کلام میں تو اس قدر احتیاط اور خالق کے کلام کو جس طرح چاہیں پڑھیں پھر اس پر یہ توقع کہ ہر ہر حرف پر دس دس نیکیاں ملیں گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کلام اللہ کی جیسی عظمت ہونی چاہئے تھی آج اس میں کمی ہوگئی ہے جس کی بناء پر یہ معاملہ ہو رہا ہے اس لئے تلاوت کے وقت یہ دھیان رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ سناؤ کیسا پڑھتے ہو اور جو لوگ سننے والے ہیں وہ یہ خیال کریں کہ محسن اعظم اور احکم الحاکمین کا کلام پڑھا جارہا ہے۔ انتہائی عظمت و محبت کے ساتھ سنیں۔ اس سے ان شاءاللہ قرآن پاک کی عظمت پیدا ہو جائے گی۔

ملفوظاتِ طبیب الامت

مرتب: حضرت مولانا مفتی خواجہ معصوم ثاقب صاحب مدظلہ

طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت حکیم شاہ کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم کی صحبت کیمیاء اثر کے چند نقوش جو قارئین دعوۃ الحق کے پیش خدمت ہیں

ہر ایک چیز کا مالک ہے وہ۔ ایسے تم اخلاص سے کام کرو تبلیغ کا بھی۔ اے اللہ! قوم کہاں جارہی ہے یہ سخت بدحالی کیوں ہے؟ اکل حلال کی کمی ہے۔ ہے مسلمان، لیکن لین دین سودی چل رہا ہے۔ تجارت میں دھوکا دے رہے ہیں ہر چیز میں دھوکا دے رہے ہیں۔ ہیں مسلمان۔ کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں نہ ہو یہ۔ اس کو کہتے ہیں ہر فن مولیٰ۔ کیونکہ انھوں نے اطاعت کی یہی کسوٹی بنائی ہے۔ ہم مؤمن ہیں ہم حاکم کی اطاعت کریں گے اللہ احکم الحاکمین ہیں۔ شریعت کے ہم پابند ہیں۔ اس پر عمل کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''فَاتَّبِعُوْنِیْ'' نبی کی اتباع کرو، آج کارڈ چھپوا رہے ہیں شادی کیلئے۔ ہم نے بہت تحقیق کرلی، صحیح عمل نہیں ہے کارڈ شائع کرنا۔ دارالعلوم کا یہی فتویٰ ہے مظاہر علوم سہارنپور کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ ایک صاحب آئے اعتراض کرنے لگے بہانہ بنانے لگے کس طرح روکا جائے مشکل ہے۔ وجہ یہ ہے کہ علم تو ہے علم پر پیش قدمی نہیں کررہے ہیں کہ صاحب لوگ مانتے

نہیں۔ یہاں جھکنا بالکل نہیں ہے یہاں جمے رہو کھڑے رہو، میں نہیں کروں گا کر کے دیکھو دلیل موجود ہے۔ آپ ﷺ جنازہ پڑھاتے تھے اور معلوم کرتے تھے کہ اس پر کسی کا قرض تو نہیں؟ قرضہ ہے! ادائیگی کی صورت ہے؟ ہاں ہے! پڑھا دیا۔ قرض ہے؟ ہے! اس کی ادائیگی کی صورت ہے؟ نہیں! تم لوگ پڑھ لو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعتراض کیا۔ آج قرض لوٹانا چاہتے ہیں نہیں۔ ظالم کی دُعاء قبول نہیں ہوگی دھوکا دے رہے ہیں۔ لوگ کام کرا لیتے ہیں پیسہ دیتے نہیں یہ عام مرض ہے۔ مسلمان ہیں وہ۔ کسی نے ظلم کیا دُعاء قبول نہیں ہوگی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے ''اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ'' مانگو میں دوں گا۔ شرط یہ ہے کہ ان شرطوں کے بعد دُعاء کرو۔ تو آج اُمت کے اندر بے حیائی عام ہو رہی ہے، اکل حلال کی کمی ہوگئی۔ وہ چیزیں جو بالکل مناسب نہیں ہے اس کو ہم استعمال کر رہے ہیں۔ ہر چیز کے مسئلے موجود ہیں پوری شریعت موجود ہے ہم لوگ جانتے بھی نہیں، افسوس کی بات ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ'' علماء مشائخ کے پاس جاؤ ان سے معلوم کرو نہیں جانتے پوچھو جا کے۔ وقت ضائع مت کرو۔ حالات تو بد سے بدتر آنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا حالات ایسے ہوں گے صحابہ کو تعجب ہوا ایسے حالات آئیں گے؟ آئیں گے اور ضرور آئیں گے۔ تو یہ قوم جو ہے مسلمان نام کی۔ دو قوم ملعون و مردود ہیں یہود و نصاریٰ۔ اس سے

پوچھو جا کے، وہ یہی کہیں گے سائنس پڑھو چلو، اس پر بول رہے ہیں صاحب دنیا کہاں چلی گئی یہ ملانے لوگ ہیں۔ یہ مولوی پیچھے جا رہے ہیں۔ دنیا کہاں آگے جا رہی ہے کوئی پرواہ مت کرو! تم کہتے رہو میرا ایمان ہے اللہ رازق ہے ایک ہے محنت کرو؛ یہ ضروریات میں سے ہے۔ اللہ کی رضا کے کام بھی کرو سب سے پہلے مقدم کیا چیز ہے حالات کو بدلنے کیلئے استغفار کی کثرت کرو! استغفار کی کثرت کرو گے اللہ تعالیٰ کہیں گے دیکھو میرے یہ بندے نصرت کی مانگ کر رہے ہیں۔ ایک بات یہ بھی عرض کر دوں کہ کفار مکہ جب طواف کرتے تھے زبان پر یہ جملہ رہتا تھا ''غُفْرَانَكَ'' عذاب بالکل نہیں آیا جب تک اس پر عمل تھا۔ اس کو بند کر دیا عذاب آ گیا فوراً، ایک فرد نہیں رہا مکہ شریف کے اندر۔ جب تک ''غُفْرَانَكَ'' پڑھتے رہے اللہ نے عذاب نہیں بھیجا، ایسے ہی جب استغفار کرو گے رحمت متوجہ ہوگی کہ بندہ نے توبہ کر لی ہے۔ نماز کا اہتمام: ہم حنفی ہیں اکیاون سنتیں ہیں اس کو یاد کرو۔ تلاوت قرآن مجید: صحت کے ساتھ اتنی غلطیاں نماز میں ہو رہی ہیں۔ قرآن صحیح نہیں پڑھتے، صحیح کرنا فرض ہے نماز کیسے صحیح ہوگئی؟ اللہ کا ذکر کر لو! ''اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا'' فرمایا۔ تین اعمال ہیں اب اس پر پابندی کے بعد اس کی حفاظت کرو اس کی حفاظت یہ ہے گناہوں سے بچو۔ گناہ سے بچ گئے تین اعمال کر لئے؛ ولی اللہ بن گئے۔

ماہنامہ
دعوۃ الحق
محرم الحرام ۱۴۴۵ھ اگست 2023ء

روحِ تصوف

مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت طلحہ بن مصرف رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ
آپ کی عادت تھی کہ جب لوگ آپ کو آپ کے ہمعصروں میں کسی سے بڑا اور افضل کہتے تو آپ اس کی مجلس میں حاضر ہو کر اُس سے کوئی کتاب پڑھ لیتے تھے اور شاگردانہ اس کی مجلس میں بیٹھتے تھے تاکہ لوگوں کا خیال زائل ہو جائے کہ آپ اُس سے اعلم وافضل ہیں۔

حضرت اویس خولانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ
اگر کبھی آپ کو اعمال میں سستی ہو جاتی تھی تو اپنی پنڈلیوں پر کوڑے مارتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ
آپ صحرائی شکار کو اس زمانہ میں پسند نہ کرتے تھے جس میں جانور بچے نکالتے ہیں۔ (کیونکہ ماں شکار کر لی گئی تو بچے برباد ہوں گے اور بچے شکار کر لئے گئے تو ماں پر مصیبت ہوگی)۔

حضرت حسان بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ
آپ کی عادت تھی کہ جب عصر کی نماز پڑھ لیتے تو مسجد کے ایک گوشہ میں علیحدہ بیٹھ کر غروب تک ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے۔

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

فرماتے تھے کہ بندہ کا سب سے بہتر حال یہ ہے کہ قضائے الٰہی کی موافقت کرے۔ اگر حق تعالیٰ اُس کو اپنی اطاعت کیلئے دنیا میں باقی رکھیں تو اُس پر راضی ہو اور اگر وفات دیدیں تو خوشی سے اُس پر راضی ہو۔ کسی نے خوب کہا ہے

نہ کوئی ہجر بُرا اور نہ وصال اچھا ہے　　یار جس حال میں رکھے وہی حال اچھا ہے

شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب　　کہ حیف باشد از غیر او تمنائے

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

چونکہ بر میخت بہ بند وبستہ باش　　چوں کشاید چابک و برجستہ باش

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

آپ فرماتے تھے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ طالب علم کے پاس بقدر کفایت مال موجود ہو کیونکہ اگر وہ دوسروں کا محتاج اور ذلیل ہوتا ہے تو طرح طرح کی آفتیں اور لوگوں کے طعن و تشنیع بہت تیزی سے اُس کی طرف چلتے ہیں۔

آپ فرماتے تھے کہ مریض اگر (ضرورت سے) کسی عزیز سے اپنی تکلیف بیان کرے تو یہ اللہ تعالیٰ کا شکوہ نہیں (جو مذموم ہو)۔

آپ کا ارشاد ہے کہ جب تم کو یہ خبر ملے کہ فلاں بستی میں اشیاء کی ارزانی اور معاش کی سہولت ہے (اگر ضرورت سمجھو) تو وہاں پہنچ جاؤ۔ کیونکہ وہاں کی سکونت

تمہارے قلب اور دین کیلئے زیادہ اسلم وبہتر ہے۔ نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لوگوں کی طرف محتاج ہونے سے مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں دس ہزار دینار کا ذخیرہ اپنے پیچھے چھوڑ جاؤں اور قیامت میں مجھ سے ان کا حساب وکتاب بھی ہو۔ کیونکہ پہلے زمانہ میں تو مال ناپسندیدہ چیز سمجھی جاتی تھی۔ مگر آج کل تو وہ مسلمان کیلئے ڈھال ہے جو اس کو سلاطین وامراء کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے بچاتا ہے۔

آپ کو کوئی ہدیہ دیا جاتا تو آپ واپس فرمادیتے تھے (یعنی اُس شخص کا ہدیہ جس کے متعلق یہ گمان ہو کہ یہ ہدیہ دے کر فخر کرے گا اور احسان جتائے گا) اور (اس قید کی دلیل حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد ہے کہ) فرماتے تھے اگر میں یہ جانتا کہ یہ لوگ اپنے ہدایا پر فخر اور احسان نہ جتائیں گے تو میں ان کے عطیات قبول کرلیتا۔

فرماتے تھے کہ دوستوں کی کثرت دین کے ضعف (یعنی امر بالمعروف میں مداہنت) علامت ہے۔

فائدہ: کیونکہ جو شخص دین کے معاملہ میں روک ٹوک کرتا رہتا ہے لوگ اُس سے ناراض ہوجاتے ہیں اُس کے دوست زیادہ نہیں ہوسکتے۔

ارشاد فرمایا کہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ اس میں صرف اپنے دین کی حفاظت کی فکر کرنی چاہئے دوسروں کی (اصلاح کی فکر میں پڑنا فضول ہے) اُن کو اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہئے۔ مترجم کہتے ہیں کہ اس سے وہ وقت مراد ہے جبکہ تجربہ سے یہ ثابت ہوجائے کہ وعظ ونصیحت بالکل مفید نہیں ہوتی۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم الحرام ۱۴۴۵ھ اگست 2023ء

جس نے اپنے کو مٹایا وہ فلاح پایا

حضرت مولانا شرف الدین یحییٰ منیری نوراللہ مرقدہٗ

دیبا دانیم و بردِ رازی دانیم ما عشقِ حقیقی ومجازی دانیم
(ہم دیبا پہچانتے ہیں اور رازی کی چادر جانتے ہیں۔ ہم عشق مجازی اور حقیقی کو خوب پہچانتے ہیں)۔

بزرگوں کا مقولہ ہے کہ مرید میں زمین کی صفت ہونا چاہئے، تاکہ پیر آسمان بن کر کبھی اُس پر پانی برسائے۔ کبھی آفتاب کی گرمی پہنچائے۔ کبھی ابر کے سایہ میں رکھے۔ کبھی اُس کے الطاف کی خوشبودار ہوا اُس پر چلتی رہے تاکہ اُس کی کھیتی پختہ ہوکر اُس کو مال دار بنادے۔ جو خوش قسمت صاحبِ دولت یعنی اقبال مند ہے۔ اس کیلئے سب سامان مہیّا ہوجاتے ہیں۔ اور اگر بدبخت مادرزاد ہے تو دنیا میں کوئی طاقت اس کو کسی مرتبہ پر نہیں پہنچاسکتی۔ ''وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللهِ تَحْوِيلًا'' (خدا کی روش میں تو کوئی تبدیلی نہیں پائے گا)۔ خیر، جتنی باتیں کہی گئی ہیں بغیر صحبتِ شیخ حاصل نہیں ہوسکتیں۔ اب جب ایسا ہے کہ اہلِ دل کی صحبت ہی مفقود ہے تو مریدوں کو کیا کرنا چاہئے۔ ''وَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ'' اگر اس کو بارش کا پانی نہ پہنچ سکے تو شبنم ہی سہی) بزرگوں نے کہا ہے کہ اگر دولتِ صحبت کسی صاحبِ دل کی میسر نہ ہو تو کم سے کم اتنا ضرور ہونا چاہئے کہ روزانہ ایک جزدان کی کتاب کا یا اُن کا تذکرہ یا اُن کے اقوال آدمی پڑھ لیا کرے۔ اس معنی میں کیا خوب کسی نے کہا ہے ؎

از بختِ بدم اگر فروشد خورشید از نورِ رخت مہا چراغے گیرم

(میری بدنصیبی سے اگر سورج ڈوب چکا تو اے محبوب تیرے رُخ ہی سے کوئی چراغ روشن کروں) جب یہ بات مسلّم ہوگئی کہ افعال واعمال کی قدر نیت کے اعتبار سے ہوتی ہے اور نیت کا علم نہایت پاکیزہ ولطیف ہے تو بہ قدر وسعت ہوشیار اور بیدار ہونا چاہئے اور تصحیح نیت میں پوری کوشش کرنا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اُمید ہے کہ بات حاصل ہوجائے گی۔ اور معصیت سے اپنے خائف، طاعت سے اپنی شرمندہ رہنا چاہئے۔ حضرت ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جس وقت دو رکعت نماز ہم ادا کرتے ہیں، جب سلام پھیرتے ہیں تو اپنی طاعت سے ایسے شرمگیں وخجل ہوکر واپس آتے ہیں کہ اگر کوئی دیکھے تو یہ سمجھے کہ ہم کہیں سے چوری کرکے آرہے ہیں۔ سبحان اللہ! کیا صدق طلب ہے۔ دیکھو مرید جب تک اس مقام میں نہیں پہنچتا لذت طاعت کا اس کو مذاق صحیح حاصل نہیں ہوتا۔ ایک دفعہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رفیق کے ساتھ کعبہ کا قصد کیا۔ عادت سفیان ثوریؒ کی یہ تھی کہ ہمیشہ رویا کرتے تھے۔ رفیق نے کہا کہ کیا حضور خوفِ گناہ سے رویا کرتے ہیں۔ حضرت سفیان ثوریؒ نے ہاتھ بڑھا کر ایک سوکھی گھاس اُٹھائی اور کہا اس میں تو شک نہیں کہ گناہ ہمارے بے حساب ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک اس پرکاہ کے برابر بھی اس کا کھٹکا نہیں ہے۔ ہاں اس کا ڈر البتہ ہے کہ جس توحید کو ہم اس دربار میں لے جارہے ہیں، یہ توحید ہے یا عین شرک۔ اللہ اکبر! کیا شان تھی اور کس مرتبہ کے لوگ گذرے کہ دولت کا خزانہ رکھتے تھے، مگر خیال یہ تھا کہ ہم مفلس وبے نوا ہیں۔ اور ایک ہم لوگ ہیں کہ ذرّہ برابر بھی کوئی بات حاصل نہیں لیکن دماغ یہ ہے کہ ہمچنیں دیگرے نیست من ہم شیخم

اخلاقِ سلف

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاپگڈھی نور اللہ مرقدہٗ

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہاتھ صرف پانچ درہم چرانے پر کاٹا جاتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی پانچ درہم کی چوری سے بدتر ہے۔ لہٰذا قیامت میں تیرا ہر عضو گناہ کے بدل کاٹا جائے گا، حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر تم اس بات سے نہ ڈرو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری عمدہ عبادت میں نقص کے باعث تم کو عذاب دے گا، تو تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

اے دوست! تجھے اللہ تعالیٰ سے بطریق شرعی ڈرنا لازم ہے اور یہ تیرے لئے نہایت مناسب ہے۔ یہ امر بھی بہت دور ہے کہ باوجود کثرت اعمال صالحہ کے تو نجات پا جائے۔ لہٰذا تو بکثرت استغفار کر۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ مصائب وحوادث پر پورا صبر کرتے اور تقدیر الٰہی پر ناراض نہ ہوتے، اور فرماتے جس کو صبر نہ آوے وہ بہ تکلف صبر کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے: ”مَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ“ جو بہ تکلف صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے صابر بنادے گا۔

پس معلوم ہوا کہ جو دنیا کی فضولیات سے صبر نہیں کرتا اس کو قیامت میں فرشتے ”سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ“ کا مژدہ نہ سنائیں گے۔ یعنی یہ نہ کہیں گے کہ

تمہارے صبر کے باعث تم پر سلام ہو۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ مؤمن پر متواتر مصیبتیں نازل فرماتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ دنیا میں بغیر گناہ کے چلتا پھرتا ہے ایک دفعہ فتح الموصلی کی بیوی کا پاؤں اُکھڑ گیا اور ناخن اُتر گیا اس کے باوجود وہ ہنستی تھیں۔ تو لوگوں نے ان سے کہا کیا تم کو تکلیف نہیں محسوس ہوتی؟ تو انھوں نے جواب دیا کیوں نہیں۔ مگر ثواب کے خیال نے مجھے درد کے احساس سے باز رکھا۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر انسان کے سر پر افلاس مرض اور موت نہ ہوتی تو شدت کبر کے باعث کبھی سر تسلیم خم نہ کرتا اور باوجود ان کے پھر گناہ کا مرتکب ہوتا۔

ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، موسیٰ علیہ السلام ایک آدمی کے پاس سے گذرے جس کا پیٹ درندوں نے پھاڑ ڈالا تھا اور گوشت نوچ لیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو پہچان لیا اور اس کے پاس کھڑے ہو کر عرض کیا، اے پروردگار! یہ شخص تیرا مطیع تھا پھر اس کے ساتھ ایسا معاملہ کیوں ہے؟ حق سبحانہ وتعالیٰ نے وحی فرمائی، اے موسیٰؑ! اس نے مجھ سے وہ درجہ طلب کیا تھا جس تک اپنے اعمال کی بدولت نہیں پہنچ سکتا تھا۔ پس میں نے اس کو وہاں تک پہنچانے کیلئے اس مصیبت میں مبتلا کیا۔

اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی، اے داؤدؑ! میری مصیبت پر صبر کرو تمہارے پاس اللہ کی طرف سے امداد پہنچے گی۔ محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مصیبت کی شکایت سے پرہیز کرو کیونکہ اس سے تمہارا دشمن خوش ہوتا ہے اور دوست غمگین۔ اے دوست! ان باتوں کو خوب یاد رکھ اور صابر بن۔ تجھے غنیمت ملے گی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

حمدِ باری تعالیٰ

حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

نہیں میرا کوئی حامی خداوند سوا تیرے
سناؤں کسی کو میں حالِ پراگندہ سوا تیرے

پھنسا ہے مرغ دل بے طرح مرا بند عصیاں میں
چھڑا دے کون کس سے یہ کھلے پھندا سوا تیرے

رگ و ریشہ ہے میرے قلب کا آلودۂ عصیاں
کسی سے ہوسکے کیا پاک یہ گندہ سوا تیرے

زمین کیا، آسماں کیا، کوہ کیا، گلزار وصحرا کیا
سبھی ہوجائیں گے اک دن پراگندہ سوا تیرے

ظہور کُلُّ شیءٍ ہالِکٌ برپا ہے عالم میں
نہیں موجود کوئی چیز پائندہ سوا تیرے

نگینِ دل سے مٹ جائے نشانِ عالَمِ فانی
کسی شئے کا نہ نقش اس میں رہے کندہ سوا تیرے

نہ ہو مطلب کسی سے یاد تیری میری ہمدم ہو
نہ کوئی کام ہو مجھ کو نہ کچھ دھندہ سوا تیرے

گناہ جتنے ہی ہوں لیکن بتاسکتا ہوں ہاں اِتنا
کرم ہیں میرے جرموں سے خداوندا سوا تیرے

حسنؔ اوپر ترے فریاد لایا نفس سرکش کی
مدد چاہے بھلا کس سے ترا بندہ سوا تیرے

مالِ حرام کے مسائل

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ

سوال: مال حرام سے اگر کوئی حلال کاروبار شروع کیا جائے تو اس کی آمدنی حرام ہوگی، یا حلال اور اس کو کسی کارِ خیر میں لگانا جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب: اگر مال حرام کو متعین کر کے اس کے بدلہ میں حلال مال خریدا ہے، اور پھر وہی حرام مال متعینہ قیمت میں ادا کر دیا ہے، تب تو اس کی آمدنی ناجائز ہے، اس کو غرباء ومساکین پر صرف کر دیا جائے، کسی اور کارِ خیر میں لگانا یا اپنے کام میں خرچ کرنا شرعاً درست نہیں، اگر بغیر تعین مال حرام کوئی مال حلال خریدا اور پھر وہ مال حلال قیمت میں ادا کر دیا یا متعین تو کیا مال حرام کو مگر ادا کیا مال حلال یا متعین تو کیا مال حلال مگر ادا کیا مال حرام تو ان تینوں صورتوں میں کرخیؒ کے نزدیک آمدنی اس کی حلال ہوگی، (صرف اصلی مال حرام کا ضمان لازم ہوگا) ذخیرہ، قہستانی، غرر، مختصر وقایہ، اصلاح وغیرہ میں اس پر فتویٰ بھی نقل کیا گیا ہے، ہدایہ، مبسوط وغیرہ میں بہر صورت اس آمدنی کو ناجائز قرار دیا ہے۔

سوال: زید نے عمرو کو مال حرام سے قرض دیا، اور اس کے بعد عمرو نے اپنے مال حلال سے زید کا قرضہ ادا کیا، تو یہ رقم جو عمرو نے زید کو دی ہے، یہ حلال رہی یا حرام رہی؟

جواب: عمرو نے مالِ حلال سے جو رقم زید کو قرضہ ادا کرنے کی صورت میں دی وہ حلال ہے، اور زید نے جو رقم عمرو کو بطور قرض دی ہے وہ حلال نہیں ہے۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم الحرام ۱۴۴۵ھ اگست 2023ء

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیارا طریقہ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

کھانے چند کی سنتیں

۱۲) کھانے کے برتن، پیالہ و پلیٹ کو صاف کر لینا۔ پھر برتن اس کے لئے دُعائے مغفرت کرتا ہے

۱۳) کھانے کے بعد اُنگلیوں کو چاٹنا۔

۱۴) کھانے کے بعد دُعا پڑھنا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

ترجمہ: سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا۔

۱۵) پہلے دسترخوان اُٹھوانا پھر خود اُٹھنا۔

۱۶) دسترخوان اُٹھانے کی دُعا پڑھنا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا۔

ترجمہ: سب تعریف اللہ کے لئے ہے ایسی تعریف جو بہت پاکیزہ اور بابرکت ہو، اے ہمارے رب! ہم اس کھانے کو کافی سمجھ کر یا بالکل رخصت کر کے یا اس سے غیر محتاج ہو کر نہیں اُٹھا رہے ہیں۔

(پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری سنتیں)

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم الحرام ۱۴۴۵ھ اگست 2023ء

گناہ اور اس کے نقصانات

شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آج ہم لوگ زہر کھا رہے ہیں یعنی بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہیں مگر اس کا تریاق وعلاج یعنی توبہ وشریعت وسنت پر عمل کے لئے تیار نہیں ایسی صورت میں زہر کھانے والا کب تک صحت مند رہ سکتا ہے جس طرح زہر کے استعمال کرنے سے زندگی کے بجائے موت آجاتی ہے اسی طرح ان گناہوں میں سے ایک ایک گناہ یہ بھی جنت کی زندگی کے بجائے جہنم میں پہنچا دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ فضل نہ فرمائے۔

چند گناہ کبیرہ جن پر وعیدیں آئی ہیں۔ جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

(۲۰) بھوکوں اور ننگوں کی حیثیت کے موافق مدد نہ کرنا۔

جان پہچان کا ہو تو حیثیت کے موافق مدد کرے انجان ہو تو تھوڑا دیدے بدگمانی نہ کرے۔

(۲۱) کسی دنیوی رنج سے اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دینا۔

یہ کیسا غصہ ہے جو تین دن میں بھی ٹھنڈا نہیں ہوتا اگر اللہ ہم سے غصہ ہو جائے تو کیا ہوگا۔

گناہ کے نقصانات

(۸۸) رزق کم ہو جاتا ہے یعنی رزق کی برکت جاتی رہتی ہے اگر چہ بظاہر زیادہ نظر آئے لیکن اس کا نفع قلیل ہو جاتا ہے مثلاً بیماری، پریشانی، فضول خرچی واسراف وغیرہ پر خرچ ہو گیا۔

(۶) الایمان بالقدر

نظر فرمودہ شیخ الحدیث عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تقدیر کے بارے میں عقیدے

عقیدہ کی تعریف: دین کی وہ اصولی اور ضروری باتیں جن کا جاننا اور دل سے ان پر یقین کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔

عقیدہ:۴ تقدیر کا مسئلہ اگر سمجھ میں نہ آئے تو کھود کرید نہ کرے بلکہ اپنے آپ کو اس پر مطمئن کرلے کہ اللہ اور رسول نے اس کو بتلایا ہے اور کھود کرید سے روکا ہے لہٰذا ہم اس کو سچا مانتے اور ایمان لاتے ہیں۔

عقیدہ:۵ جب ہر کام اللہ تعالیٰ کے لکھنے کے موافق ہی ہوتا ہے تو اسی پر بھروسہ کرکے ضروری تدبیر کو چھوڑنا غلطی ہے، اور تدبیر ہی کو سب کچھ سمجھ کر تقدیر کا انکار کرنا بددینی ہے۔

عقیدہ:۶ اللہ تعالیٰ کم ہمتی کو پسند نہیں کرتا، ہر کام کیلئے اس کے ضروری اسباب اختیار کرے اور پوری کوشش کرنا چاہئے پھر جب کوئی کام نہ ہو پائے تب اسے تقدیر کے حوالہ کرکے مطمئن ہوجائے۔

عقیدہ:۷ اپنی پسند کے خلاف کوئی بات پیش آئے تو اس سے پریشان نہ ہو یوں سوچے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے یہی مقدر فرمایا ہے، وہ ہمارا مالک ہے ہم کو اس پر راضی رہنا واجب ہے تقدیر پر ایمان کا یہی تقاضہ ہے۔

DAWAT-UL-HAQ

#43 Mulla Street, Pernambut - 635 810. (Vellore Dist.)
Email: mudeer@dawatulhaq.in Phone: 04171-231292
www.dawatulhaq.in

FOR PRIVATE CIRCULATION ONLY

جواہر حکمت

فرزانہ جسے بننا ہو جائے وہ کہیں اور
دیوانہ جسے بننا ہو بس وہ ادھر آئے
سو بار بگڑنا جسے منظور ہو اپنا
وہ آئے یہاں اور بچشمِ دلبر آئے

(حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)